Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

# The Constitution of Medina and Social Peace: A Scholarly Study of the Enduring Principles of Peace in the Articles of the Charter of Medina

# دستورِ مدینہاور معاشرتی اَمن: آئینِ مدینہ کے آرٹیکلز میں پائیدار اُصولِ امن کا تحقیقی مطالعہ

**Prof Dr Hassan Mohi-ud-Din Qadri**
Dean, Faculty of Law, Minhaj University, Lahore
**Email:** hasanqadri@mul.edu.pk

## Abstract

The Constitution of Medina represents the earliest written framework for ensuring social harmony, justice, and coexistence within a pluralistic society. This scholarly study explores the enduring principles of peace enshrined in the Charter of Medina and their relevance to modern constitutional and societal contexts. The paper examines key articles of the Charter, highlighting their role in establishing equality among all citizens regardless of religion or tribe, promoting collective responsibility, protecting human life and dignity, and ensuring loyalty to mutual agreements. It underscores the Prophet Muhammad's ﷺ vision of an inclusive community based on citizenship and moral accountability, where Muslims and non-Muslims alike shared rights, duties, and defense responsibilities. Furthermore, the study analyzes the Charter's mechanisms for conflict resolution, protection of human rights, and the rule of law, demonstrating its role as a foundational model for contemporary peacebuilding and constitutional governance. By linking historical insights to modern-day challenges, this research affirms that the principles of the Constitution of Medina remain a timeless guide for achieving sustainable peace and social cohesion.

**Keywords:** Constitution of Medina, Social Peace, Citizenship, Justice, Human Dignity, Prophet Muhammad ﷺ, Islamic Governance, Coexistence

امن و سکون کسی بھی معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے ۔امن کے بغیر ریاستی و سماجی زندگی کا تصور نامکمل ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب کوئی معاشرہ داخلی خلفشار، باہمی دشمنیوں اور مسلسل تنازعات میں گرفتار ہو جائے تو اس کی سیاسی، اقتصادی اور فکری ترقی رک جاتی ہے۔ ساتویں صدی عیسوی کا یثرب اسی کیفیت سے دوچار تھا جہاں قبائلی جنگوں، باہمی انتقام اور لاقانونیت نے زندگی کو تلخ بنا دیا تھا۔ ایسے حالات میں حضور نبی اکرم ﷺ نے دستورِ مدینہ کے ذریعے وہ اصول متعارف کرائے جنھوں نے

OPEN ACCESS



CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

نہ صرف متنازع فریقوں کو ایک لڑی میں پرویا بلکہ ایک پائیدار امن کا آئینی ڈھانچہ فراہم کیا۔

یہ آرٹیکل دستورِ مدینہ کی بعض دفعات کے تحقیقی مطالعہ پر مشتمل ہے جو امن کو آئینی سطح پر یقینی بناتی ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ دستورِ مدینہ میں دیے گئے یہ اصول ریاستی بقا اور معاشرتی سلامتی کے ضامن بنے، اور آج کے عالمی تناظر میں پائیدار امن کے لئے انہی سے روشنی کشید کی جاسکتی ہے۔ اس طرح یہ مقالہ دستورِ مدینہ کے امن پر مبنی پہلو کو نہ صرف تاریخی بلکہ عصری اہمیت کے ساتھ سامنے لانے کی کوشش ہے۔

## 1۔ معاہدے کے فریقین اور تمام گروہوں کے مساوی حقوق

دستورِ مدینہ کے آرٹیکل نمبر 2 میں حضور نبی اکرم ﷺ نے معاہدے کے فریقین کی اجمالاً حدود بیان فرمائیں:

«بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَ(أَهْلِ) يَثْرِبَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ»(1)

یہ (اس معاہدہ پر مبنی ہے جو) قریش اور اہل یثرب کے مومنین و مسلمین اور اُن لوگوں کے مابین طے پایا ہے، جو اِن کی پیروی کرتے ہوئے ان کے اتحاد میں شامل ہوئے ہیں (یا بعد ازاں شامل ہوں گے) اور ان کے ساتھ مل کر جد وجہد کریں گے۔

اس دستاویز میں دو بنیادی فریق تھے:

**پہلا فریق:** قریش اور یثرب کے مسلمان و مؤمن تھے، اُن پر "مؤمنین و مسلمین" کی اصطلاح کا اطلاق فرمایا۔

**دوسرا فریق:** مسلمانوں کے ساتھ اتحاد و الحاق کرنے والے اہل یثرب، اس کے اطراف و جوانب کے افراد، مشرکین، کفار اور یہود تھے۔ آپ ﷺ نے قریش اور یثرب کے مؤمنین کو پہلے گروہ میں رکھا۔

دستورِ مدینہ کے مطابق ہر وہ شخص جس نے مسلمانوں کے ساتھ اتحاد قائم کیا یا اُن کی طرف ہجرت کی اور اُن کے ساتھ مل کر مدینہ کی امن و سلامتی اور سیکورٹی کا دفاع کیا، اُس کے لیے حقِ قومیت (right to citizenship) ثابت ہوگیا۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں موجود تمام گروہوں کو شناخت اور مساوی حقوق حاصل ہوئے۔

یہ اس امر کی دلیل ہے کہ ہر وہ شخص جس نے مدینہ میں سکونت اختیار کی، اسے حقِ قومیت حاصل ہوگیا۔ اس حق کی بنیاد پر

(1) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/166، 260، الرقم/328، 518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 331/1، الرقم/508، و 466/2، الرقم/750، والبيهقي، السنن الكبرى، 106/8، الرقم/16147. وابن هشام، السيرة النبوية، 3/31-32، والسهيلي، الروض الأنف، 240/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2/ 129، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1405/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 224/3.


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

وہ مدینہ کے اصل باسیوں میں شامل ہوگیا اور اُس کے لیے بھی اہلِ مدینہ کے مساوی حقوق متحقق ہوگئے۔ اس طرح تمام اہلِ مدینہ قومِ واحد کی مانند سامنے آئے۔(2)

قانونی اور آئینی ماہرین اس امر پر متفق ہیں کہ کوئی بھی آئینی حکومت اس وقت تک تشکیل نہیں پاتی جب تک حکمران اتھارٹی اور عوام کے مابین کوئی ایسا قانونی معاہدہ طے نہیں پا جاتا جو افراد کو اس بات کی یقین دہانی کرا سکے کہ وہ ریاست کے شہری ہیں۔(3)

یہ آرٹیکل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ مدینہ کی جدید ریاست کے قیام کی بنیاد ایک ایسی آئینی دستاویز پر ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ نے بطور سربراہِ ریاست وضع کیا اور قریش اور اہلِ یثرب میں سے مسلمین، مؤمنین اور جو اُن کے ساتھ اس آئین کا اتباع کرنے پر متفق ہوئے اور جنہوں نے اُن کے ساتھ الحاق کیا، کے مابین وضع فرمایا اور اس شرط کے ساتھ کہ وہ حلیف یثربی سوسائٹی کے حلفاء سے ہوں اور اُن کے ساتھ شانہ بشانہ مدینہ کے دفاع میں شریک ہوں۔(4)

## 2۔آئینی بنیاد پر قومیت اور اجتماعی وحدت

آرٹیکل نمبر:3 میں آئین کے تمام فریقین کے لیے ایک ایسا نظام، منہج اور زندگی گذارنے کا طریقہ مدون کیا گیا جو انہیں باقی لوگوں سے ممیز کرتا ہے۔ فرمایا:

«إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ»(5).

(اس اتحاد کی بدولت) باقی اقوام وقبائل سے الگ یہ سب مل کر ایک قوم تشکیل پاگئے ہیں۔

یہ آرٹیکل ایک ایسی آئینی قوم کے قیامِ عمل پر ابھارتا تھا جس کی بنیاد آئینی ہو نہ کہ دینی۔ یہ آرٹیکل اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے پر مہاجرین وانصار مؤمنین ومسلمین اور اہلِ کتاب جو یثرب میں یہودی قبائل تھے، کے مابین اتحاد کا معاہدہ کیا۔(6)

(2) R.B.Serjeant, The Sunnah Jami'ah, Pact with the Yathrib Jews, pp. 19–20.
(3) Hobbes, Locke, Rousseau and Kant: David Boucher, Paul Kelly:The Social Contract from Hobbes to Rawls: Routledge: London: 1994, pp. 36–38, 51–56, 115–118,132–137.
(4) آرٹیکل نمبر 45: «وَإِنّ بَيْنَهُمُ النّصْرَ عَلَى مَنْ حَارَبَ أَهْلَ هَذِهِ الصّحِيفَةِ»: أبوعبيد القاسم بن سلام: كتاب الأموال:(183/1)، وابن هشام: السيرة النبوية، (271/2).
(5) أبوعبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/166، 260، الرقم/328، 518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 331/1، الرقم/508، و466/2، الرقم/750. وابن هشام، السيرة النبوية، 32/3، والسهيلي، الروض الأنف، 240/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 129/2، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1405/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 224/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 555/3.


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

مدینہ کے آئین میں اُن کو مسلمانوں کا حلیف بنایا۔(7) اُنہوں نے ایک ایسا حلف اور معاہدہ کیا جس کے تحت طے ہوا کہ وہ مسلمانوں کے شانہ بشانہ ریاستِ مدینہ کے دفاع میں جنگ و قتال کریں گے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے اس آئین کے تحت تمام حلیفوں کے مابین اس حلف اور معاہدہ کو وحدتِ امت یا اجتماعی قومی وحدت سے تعبیر کیا۔(8)

حضور نبی اکرم ﷺ کی یہ کاوشیں اور افعال اُس دور سے آج تک، کسی بھی آنے والی قوم کے لیے قومیت کی بنیاد پر معاشرتی و سیاسی معاشرے کی تشکیل کے لیے عملی نمونہ ہیں۔ ایک دوسری روایت میں یہ آرٹیکل "أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ" کے الفاظ کی بجائے "أُمَّةٌ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ" کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ یہ معمولی لفظی اختلاف دیگر آرٹیکلز میں وارد ہوا اور وہ:

«إِنَّ يَهُوْدَ بَنِي عَوْفٍ وَمَوَالِيَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ أُمَّةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، لِلْيَهُوْدِ دِيْنُهُمْ، وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ دِيْنُهُمْ»(9).

بنو عوف کے یہود اور ان کے حلیف اور وہ بذاتِ خود، مومنین میں سے ایک امت یعنی قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہود کے لیے ان کا اپنا دین ہے (یعنی انہیں اپنے مذہب کی مکمل آزادی حاصل ہے) اور مسلمانوں کے لیے ان کا اپنا دین۔

ابن اثیر بیان کرتے ہیں: «وإن يهود بني عوف أمة من المؤمنين»: بنو عوف کے یہود کا مومنین کے ساتھ ایک امت ہونے سے مراد ہے جو ان کے اور مومنین کے مابین طے پائی۔ پس وہ اور اُن کے حلیف مؤمنین کے ساتھ مل کر مؤمنین کے دشمنوں کے مقابلے میں ایک وحدت بن گئے گویا کہ مؤمنین کا ایک گروہ بن گیا، البتہ دونوں میں فرق یہ رہ گیا کہ یہود کا اپنا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا اپنا دین ہو گا مگر جو عہد شکنی اور وعدہ خلافی کے ذریعے ظلم اور گناہ کا مرتکب ہو۔(10)

میری رائے میں امام ابن اثیر نے مدینہ منورہ کے آئین کے مفہوم کو اختصار کے ساتھ بیان کیا اور «أنهم أمة واحدة»(11) کی طرف اشارہ کیا کہ

(6) البيهقي: السنن الكبرى (106/8) برقم (16147)، وابن قيم الجوزية: أحكام أهل الذمة، (ص/543)، وابن كثير: البداية والنهاية (234/3)، والصالحي: سبل الهدى والرشاد (382/3).

(7) ابن قيم الجوزية: أحكام أهل الذمة (1411/3): (عن محمد بن كعب القرظي: لما قدم رسول الله ﷺ المدينة وادعته يهود كلها فكتب بينه وبينها كتابا وألحق رسول الله ﷺ كل قوم بحلفائهم وجعل بينه وبينهم أمانا وشرط عليهم شروطا..)، الصارم المسلول على شاتم الرسول (135/2).

(8) آرٹیکل نمبر 3: «إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ»: أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/166، 260، الرقم/328، 518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 331/1، الرقم/508، و 466/2، الرقم/750. وابن هشام، السيرة النبوية، 32/3، والسهيلي، الروض الأنف، 240/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 129/2، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1405/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 224/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 555/3.

(9) أبو عبيد القاسم بن سلام: كتاب الأموال، (263/1)، وحميد بن زنجويه: كتاب الأموال (392/1)، ابن منظور: لسان العرب (28/12).

(10) ابن الأثير: منال الطالب في شرح طوال الغرائب، حديث كتاب قريش والأنصار (183/1).

(11) النهاية في غريب الأثر (68/1): (إن يهود بني عوف أمة من المؤمنين يريد أنهم بالصلح الذي وقع بينهم وبين المؤمنين كجماعة منهم كلمتهم وأيديهم واحدة).

OPEN ACCESS



CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

یہ خاص مفہوم کے اعتبار سے وارد ہوا ہے، جس سے مراد ایک دین اور ایک قومیت پر قائم ہونے والے مہاجرین اور انصار ہیں۔ آپ «أُمَّةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ» کے ذریعے اِس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہاں آئینِ مدینہ یہود اور مسلم دونوں کو شامل ہے۔ یہ الفاظ واضح طور پر اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ بنی عوف کے یہود «أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ»(12) مسلمانوں میں سے ایک امت ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ بطور ایک اُمت الحاق کر چکے تھے۔

علاوہ ازیں مدینہ منورہ کا یہ دستور مختلف ثقافتوں اور ادیان کے حامل افراد کی ایسی متحدہ قومیت کے لیے کچھ رہنما اُصول وضع کرتا ہے جہاں دائمی طاقت و اختیار مسلمانوں کا ہوگا۔(13) اس کا مرجع و مصدر اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہوں گے۔(14) اسی طرح جنگ اور امن و سلامتی سے متعلقہ اُمور کا حتمی اختیار بھی اللہ تعالیٰ اور حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس ہوگا۔(15)

البتہ جو غیر مسلم اس اُمت کے ساتھ الحاق کریں گے اُن کے لیے درج ذیل حقوق متحقق ہوں گے:

1۔ تمام شناختوں اور گروہوں کے تحفظ کا ذمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوگا۔(16)
2۔ مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم بھی تمام سیاسی و ثقافتی حقوق سے یکساں مستفید ہو سکیں گے۔ ہر ایک کو دین کے معاملات میں مکمل آزادی حاصل ہوگی۔ تمام سیاسی حلیف، گروہ اور جماعتیں ذاتی حکومت (self-governing) کے تحت کام کریں گی۔(17)
3۔ مدینہ منورہ کے دفاع کی ذمہ داری مسلم اور غیر مسلم دونوں پر مساوی ہوگی، مدینہ کے دفاع میں لڑی جانے والی جنگ کے اخراجات دونوں

(12) أبو عبيد القاسم بن سلام: كتاب الأموال، (263/1)، وحميد بن زنجويه: كتاب الأموال (392/1).

(13) Barakat Ahmad; Muhammad and the Jews, p. 45.

(14) Barakat Ahmad; Muhammad and the Jews: A Re-Examination, p. 46.

آرٹیکل نمبر 28: «وَإِنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ، فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللهِ وَإِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ».

(15) آرٹیکل نمبر 41: «وَإِنَّهُ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِ مُحَمَّدٍ ﷺ». ابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 242/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

Barakat Ahmad, *Muhammad and the Jews: A Re-Examination*, p. 46.

(16) آرٹیکل نمبر 18: «وَإِنَّ ذِمَّةَ اللهِ وَاحِدَةٌ، يُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُمْ». ابن هشام، السيرة النبوية، 33/3، والسهيلي، الروض الأنف، 241/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2/ 130، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1406/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3.

Barakat Ahmad, *Muhammad and the Jews: A Re-Examination*, p. 46.

(17) آرٹیکل نمبر 30: «وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ، مَوَالِيهِمْ وَأَنْفُسُهُمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ، فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ». أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/263، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 469/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 242/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2/ 131، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1407/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

Barakat Ahmad, *Muhammad and the Jews: A Re-Examination*, p. 47.

مشترکہ طور پر برداشت کریں گے، دونوں حلیف اخلاص کے ساتھ ایک دوسرے سے تعاون کریں گے اور خیانت نہیں کریں گے۔ (18)

4۔ غیر مسلموں کا مسلمانوں کی جنگوں میں شریک ہونا لازم نہیں ہوگا۔ (19)

اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مدینہ منورہ کا یہ دستور اس طرف واضح اشارہ کرتا ہے کہ ریاستِ مدینہ کی اساس ایک ایسے معاشرے پر تھی جس میں مختلف اَدیان کی نمائندگی تھی۔(20) اس کی بدولت یثرب میں رائج جھگڑوں مخاصمتوں اور تنازعات کی جگہ محبت اور اُلفت نے لے لی۔ اس آئین نے ریاستِ مدینہ کے شہریوں کو یہ باور کرایا کہ ''وہ دیگر اقوام کے علاوہ ایک اُمت ہیں''۔(21) یوں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ریاستِ مدینہ کے شہریوں نے ایسے طریق پر معاہدہ کیا جو ابھی تک لوگوں کے منہج سے مختلف ہے۔

## 3۔ریاست اور افرادِ معاشرہ کے مابین اجتماعی کفالت کا اُصول

دستورِ مدینہ کی اِس دستاویز کو ماننے والوں کے عقائد و نظریات اور قبائل مختلف ہونے کے باوجود اِس دستور نے اپنے حلیفوں کے مابین اجتماعی کفالت کے اصول کو وضع کیا۔

(18) آرٹیکل نمبر 44: «وَإِنَّ عَلَى الْيَهُودِ نَفَقَتَهُمْ، وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ نَفَقَتَهُمْ». أبو عبيد القاسم بن سلام، کتاب الأموال/263، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، کتاب الأموال، 469/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن کثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.
W. Montgomery Watt, *Muhammad at Medina*, p. 243.
آرٹیکل نمبر 45: «وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ حَارَبَ أَهْلَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ». أبو عبيد القاسم بن سلام، کتاب الأموال/263، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، کتاب الأموال، 469/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن کثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.
آرٹیکل نمبر 46: «وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النُّصْحَ وَالنَّصِيحَةَ وَالْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ». أبو عبيد القاسم بن سلام، کتاب الأموال/263، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، کتاب الأموال، 469/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن کثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.
آرٹیکل نمبر 47: «وَإِنَّهُ لَمْ يَأْثَمِ امْرُؤٌ بِحَلِيفِهِ، وَإِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُومِ». أبو عبيد القاسم بن سلام، کتاب الأموال/263، الرقم/518، وابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن کثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.
(19) آرٹیکل نمبر 55: «وَإِذَا دُعُوا إِلَى صُلْحٍ يُصَالِحُونَهُ وَيَلْبَسُونَهُ، فَإِنَّهُمْ يُصَالِحُونَهُ وَيَلْبَسُونَهُ». ابن هشام، السيرة النبوية، 35/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن کثير، البداية والنهاية، 226/3.
آرٹیکل نمبر 56: «وَإِنَّهُمْ إِذَا دُعُوا إِلَى مِثْلِ ذَلِكَ، فَإِنَّهُ لَهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا مَنْ حَارَبَ فِي الدِّينِ». ابن هشام، السيرة النبوية، 35/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن کثير، البداية والنهاية، 226/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

- Barakat Ahmad, *Muhammad and the Jews: A Re-Examination*, p. 47.
- W. Montgomery Watt, *Muhammad at Medina*, p. 225.
- Julius Wellhausen, *Muhammad and the Jews of Medina*, p. 52.

(21) آرٹیکل نمبر 3: «إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ». أبو عبيد القاسم بن سلام، کتاب الأموال/166، 260، الرقم/328، 518، وحميد بن زنجويه، کتاب الأموال، 331/1، الرقم/508، و466/2، الرقم/750. وابن هشام، السيرة النبوية، 32/3، والسهيلي، الروض الأنف، 240/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 129/2، وابن القيم الجوزية، أحکام أهل الذمة، 1405/3، وابن کثير، البداية والنهاية، 224/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 555/3.


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

آرٹیکل نمبر:4میں ہے:

«اَلْمُهَاجِرُونَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ(22)، يَتَعَاقَلُونَ(23) بَيْنَهُمْ، وَهُمْ يَفْدُونَ عَانِيَهُمْ(24) بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ(25) بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ»(26).

قریش میں سے ہجرت کر کے آنے والے اپنے مروجہ (قبائلی) طور طریقوں پر قائم رہتے ہوئے اپنے معاملات کی انجام دہی کے ذمہ دار ہوں گے اور باہم مل کر اپنے سابقہ (اور آئندہ) خون بہادیا کریں گے اور (اسی طرح) دیگر امور کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ وہ (ایک جماعت کے طور پر) اپنے اپنے قیدیوں کو مومنین کے ہاں معروف طریقے اور انصاف کے اصولوں کے مطابق فدیہ دے کر رہا کرائیں گے۔

اس آرٹیکل میں حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلم گروہوں کے افراد کے مابین باہمی تعلقات قائم کیے اور ساتھ ہی ہر گروہ کی ذمہ داریوں کا تعین بھی کیا تاکہ ہر گروہ اپنے افراد کی ذمہ داریاں ادا کرے، جو قتل کرنے کی صورت میں دیت کی ادائیگی اور قید ہونے کی صورت میں قیدی کا فدیہ ادا کرنے سے متعلق ہیں۔(27)

حضور نبی اکرم ﷺ نے دستورِ مدینہ کے مختلف آرٹیکلز میں مختلف گروہوں، قبائل، مہاجرین، انصار، یہود، مسلم اور مومنین کے الفاظ بطور اصطلاحات استعمال فرمائے تاکہ معاشرتی وجود سے متعلق ان تمام گروہوں کے حقوق و فرائض کا تعین کیا جا سکے۔ آپ ﷺ نے ان آرٹیکلز میں ''امت'' (یعنی قوم) کی اصطلاح استعمال کی تاکہ اس سے ایک ایسی اجتماعیت، وحدت و آفاقیت کی نمائندگی ہو جس کے زیر سایہ تمام گروہ اور قومیں ملی وحدت کا جیتا جاگتا نمونہ بن سکیں۔(28)

حضور نبی اکرم ﷺ کا آئینِ مدینہ میں لوگوں کی مختلف گروہوں، قبائل اور طبقات کی درجہ بندی اور انہیں متفقہ قوم اور آئین کا تابع قرار دینا انسانی تہذیب کی ترقی وارتقاء کا آئینہ دار ہے۔ قرآنِ کریم نے بھی لوگوں کو مختلف طبقات، گروہوں، قبیلوں اور اقوام میں تعارف اور شناخت کے لیے تقسیم

(22)تاج العروس(5242/1):(أي حالهم الأول واستقامتهم. وهو رابعٌ عليها أي ثابتٌ مقيمٌ. ويقال: إنّ فلانًا قد ارتبع أمرَ القوم أي ينتظر أن يؤمَّر عليهم).

(23)الفائق في غريب الحديث والأثر(26/2):(التعاقل: تفاعُل من العقل وهو إعطاء الديّة والمعاقل: الديّات جمع معقُلة أي يكونون على ما كانوا عليه من أخذ الديات وإعطائها). الصحاح في اللغة(487/1).

(24)الزمخشري: الفائق في غريب الحديث والأثر(26/2):(العاني: الأسير وقد عنا يعنو وعَنَى يَعْنَى؛ أي يُطلقونه غير مُشتَطّين في ذلك).

(25)المحيط في اللغة(447/1):(القُسْط: عُودٌ هنديٌّ. والرِّجل القَسطاء: في ساقها اعوجاجٌ. والإقساطُ: العدلُ في القِسمة والحُكم)، والقِسْط: الحِصّةُ والنَّصيبُ. واقتسطوا الشَّيءَ بينهم: اقتسموه على القِسط والعدل).

(26)أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/166، 260-261، الرقم/328، 518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 331/1، الرقم/508، و466/2-467، الرقم/750، والبيهقي، السنن الكبرى، 106/8، الرقم/16147. وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2/ 129-130، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1406/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 224/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 555/3.

(27)الإمام أحمد: المسند(271/1)،(2439)،(عن حجاج عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده: أن النبي ﷺ كتب كتابًا بين المهاجرين والأنصار أن يعقلوا معاقلهم وأن يفدوا عانيهم بالمعروف والإصلاح بين المسلمين).

(28) The Arabs in History (London, 1950), pp. 43–44, J.Obermann: “Early Islam”, The Idea of History in the Ancient Near East, ed. R.C. Denton (New Haven: Yale University Press, 1966) pp. 270–271.


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

کیا ہے۔(29)

## 4۔انسانی جان کی حرمت اور حفاظت کے ضوابط

دستورِ مدینہ میں مقتول کے ورثاء کے لیے دیّات کا بہترین نظام پیش کیا گیا ہے، تمام قبائل، گروہ، حلیف اور ہر فردِ واحد پر قتلِ خطا یا نامعلوم قتل کی صورت میں دیت لازمی قرار دینے کا مقصد انسانی جان کی حفاظت، باہمی تعلقات میں بہتری اور ریاست میں نظامِ عدل کی بہر صورت ترویج تھی۔ قرآنِ مجید نے بھی قتلِ عمد کی صورت میں قصاص کا حکم دیا لیکن اس میں عفو و در گزر اور دیت قبول کرنے کے امر کو مستحب قرار دیا۔ قاتل کے ورثاء کو مقتول کے ورثاء کی مدد کی ترغیب دی اور مقتول کے ورثاء کو قاتل کے ورثاء سے دیت قبول کرنے کی ترغیب دی۔ لیکن مقتول کے ورثاء پر دیت قبول کرنا لازم نہیں بلکہ احسان کے زمرے میں آتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡقِصَاصُ فِي ٱلۡقَتۡلَىۖ ٱلۡحُرُّ بِٱلۡحُرِّ وَٱلۡعَبۡدُ بِٱلۡعَبۡدِ وَٱلۡأُنثَىٰ بِٱلۡأُنثَىٰۚ فَمَنۡ عُفِيَ لَهُۥ مِنۡ أَخِيهِ شَيۡءٞ فَٱتِّبَاعُۢ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيۡهِ بِإِحۡسَٰنٖۗ ذَٰلِكَ تَخۡفِيفٞ مِّن رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٞۗ فَمَنِ ٱعۡتَدَىٰ بَعۡدَ ذَٰلِكَ فَلَهُۥ عَذَابٌ أَلِيمٞ١٧٨ وَلَكُمۡ فِي ٱلۡقِصَاصِ حَيَوٰةٞ يَٰٓأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾(30).

اے ایمان والو! تم پر ان کے خون کا بدلہ (قصاص) فرض کیا گیا ہے جو ناحق قتل کیے جائیں، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت، پھر اگر اس کو (یعنی قاتل کو) اس کے بھائی (یعنی مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ (یعنی قصاص) معاف کر دیا جائے تو چاہیے کہ بھلے دستور کے موافق پیروی کی جائے اور (خون بہا کو) اچھے طریقے سے اس (مقتول کے وارث) تک پہنچا دیا جائے، یہ تمہارے رب کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے، پس جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور تمہارے لیے قصاص (یعنی خون کا بدلہ لینے) میں ہی زندگی (کی ضمانت) ہے اے عقلمند لوگو! تاکہ تم (خوں ریزی اور بربادی سے) بچو۔

آئینِ مدینہ اسی قرآنی اُصول کی تائید کرتا ہے جس کا ذکر آئین کے آرٹیکل 26 میں ہوا۔ وہ یہ ہے:

وَإِنَّهُ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَيِّنَةٍ، فَإِنَّهُ قَوَدٌ بِهِ إِلَّا أَنْ يَرْضَى وَلِيُّ الْمَقْتُولِ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ كَافَّةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ إِلَّا قِيَامٌ عَلَيْهِ(31) (أَيْ بِالدِّيَةِ).

(29) الحجرات، 13/49: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقۡنَٰكُم مِّن ذَكَرٖ وَأُنثَىٰ وَجَعَلۡنَٰكُمۡ شُعُوبٗا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْۚ إِنَّ أَكۡرَمَكُمۡ عِندَ ٱللَّهِ أَتۡقَىٰكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٞ﴾: ابن كثير: التفسير (385/7): أي: ليحصل التعارف بينهم، كلٌّ يرجع إلى قبيلته.

(30) البقرة، 178/2-179: ابن أبي حاتم: التفسير (293/1)، القرطبي: الجامع لأحكام القرآن (244/2).

(31) البخاري، الصحيح، كتاب الإكراه، باب يمين الرجل لصاحبه إنه أخوه إذا خاف عليه القتل أو نحوه، 2549/6، وعبد الرزاق، المصنف، 273/9، 276، الرقم/ 17183، 17191: (عن معمر عن الزهري قال: «كتب النبي ﷺ من اعتبط مؤمنا قتلا فإنه قود إلا أن يرضى»).

والنسائي، السنن، كتاب القسامة، باب القود، ذكر حديث عمرو بن حزم في العقول واختلاف الناقلين له، 57/8، الرقم/ 4853، بيروت، لبنان، دار الكتب العلمية، 1416ھ: (عن عمرو بن حزم عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ قال: من أعتبط مؤمنا قتلا عن بينة فإنه قود إلا أن يرضى أولياء المقتول).


CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

اور جو شخص کسی مومن کو (ناحق) قتل کرے گا اور اس کی شہادت واضح ہو گی تو اس قتل کے عوض قصاص واجب ہو جائے گا، بجز اندریں صورت کہ اُس مقتول کا ولی اس کے عوض خون بہا لینے پر رضامند ہو جائے۔ اور تمام اہل ایمان مل کر اس قصاص کی تنفیذ کرائیں گے (گویا قصاص ریاستی ذمہ داری بن جائے گی)۔ مسلمانوں کے لیے اور کوئی چیز جائز نہ ہو گی سوائے اس کے کہ سب اس قاتل کے خلاف متحد ہو کر اٹھ کھڑے ہوں۔ یعنی (دیت کے ساتھ)۔

## 5۔ عزت نفس اور انسانی وقار کا تحفظ

ریاستِ مدینہ میں دستورِ مدینہ نے انسانی عزت و احترام کو بہر صورت نافذ العمل بنایا تاکہ کسی دشمن کی طرف سے قید، غلامی، غربت اور مجبوری و لاچاری کے وہ تمام ذرائع جو عرصہ دراز سے اُن کے ہاں مروج تھے، اُن کو ختم کیا جاسکے جو کسی انسان کی ہتکِ عزت (defamation) اور آبرو ریزی کا باعث بنتے ہیں۔ اس کا مقصد عزتِ نفس اور شخصی آزادی کو تحفظ دینا تھا۔ آئین کے آرٹیکل میں یہ اس طرح بیان ہوا:

وَكُلُّ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ[32] ،وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَتْرُكُونَ مُفْرَحًا[33] (مُثْقَلًا بِالدَّيْنِ)[34] .

تمام گروہوں پر لازم ہے کہ وہ معروف طریقے کے مطابق اور انصاف کے ساتھ اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کرائیں گے۔ اور اہل ایمان اپنے درمیان موجود کسی زیر بار قرض دار کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔

آئین پاکستان کا آرٹیکل 14 بھی دستورِ مدینہ کے اسی آرٹیکل سے متعلق ہے۔

والحاکم، المستدرک علی الصحیحین، 553/1، الرقم/1447، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیة، 1411ھ: (عن أبي بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبیه عن جده عن النبي ﷺ أنه کتب... وکان في الکتاب أن من اعتبط مؤمناً قتلاً عن بینة فله قود إلا أن یرضی أولیاء المقتول....).

والدارمي، السنن، 247/2، الرقم/2352، بیروت، لبنان، دار الکتاب العربي، 1407ھ: (عن أبي بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبیه عن جده أن رسول اللہ ﷺ کتب إلی أهل الیمن وکان في کتابه أن من اعتبط مؤمناً قتلاً عن بینة فإنه قود یدیه إلا أن یرضی أولیاء المقتول. قال أبو محمد: اعتبط: قتل من غیر علة.)

وأبو عبید القاسم بن سلام، کتاب الأموال/262، الرقم/518، وحمید بن زنجویه، کتاب الأموال، 468/2، الرقم/750، وابن هشام، السیرة النبویة، 33/3، والسهیلي، الروض الأنف، 242/4، وابن سید الناس، عیون الأثر، 228/1، والزمخشري، الفائق، 25/2، وابن تیمیة، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، 2/ 131، وابن القیم الجوزیة، أحکام أهل الذمة، 1407/3، وابن کثیر، البدایة والنهایة، 225/3، والصالحي، سبل الهدی والرشاد، 556/3.

(32) آرٹیکل نمبر 13: أبو عبید القاسم بن سلام، کتاب الأموال/261، الرقم/518، وحمید بن زنجویه، کتاب الأموال، 467/2-468، الرقم/750، والبیهقي، السنن الکبری، 106/8، الرقم/16147، وابن هشام، السیرة النبویة، 32/3، والسهیلي، الروض الأنف، 241/4، وابن سید الناس، عیون الأثر، 227/1، وابن تیمیة، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، 2/ 130، وابن القیم الجوزیة، أحکام أهل الذمة، 1406/3، والصالحي، سبل الهدی والرشاد، 556/3.

(33) آرٹیکل نمبر 14: أبو عبید القاسم بن سلام، کتاب الأموال/261، الرقم/518، وحمید بن زنجویه، کتاب الأموال، 468/2، الرقم/750، والبیهقي، السنن الکبری، 106/8، الرقم/16147، وابن هشام، السیرة النبویة، 33/3، والسهیلي، الروض الأنف، 241/4، وابن سید الناس، عیون الأثر، 227/1، وابن تیمیة، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، 2/ 130، وابن القیم الجوزیة، أحکام أهل الذمة، 1406/3، وابن کثیر، البدایة والنهایة، 225/3، والصالحي، سبل الهدی والرشاد، 556/3.

(34) ابن سلام: غریب الحدیث (30/1)، دار الکتاب العربي - بیروت - 1396، الطبعة: الأولی: (وقال أبو عبید - في حدیثه لا یترک في الإسلام مفرج قیل المفرج هو الرجل یکون في القوم من غیرهم فحق علیهم أن یعقلوا عنه وروي أیضا مفرح - بالحاء وروي أیضًا عن النبي ﷺ وعلی المسلمین ألا یترکوا مفرحًا في فداء أو عقل، قال الأصمعي: المفرح - بالحاء هو الذي قد أفرحه الدین یعني أثقله قال یقول یقضی عنه دینه من بیت المال ولا یترک مدینًا).

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

## 6۔ بین القبائل معاہدات کے احترام اور وعدوں کی پاسداری

آرٹیکل نمبر 15 کے مطابق ایک مؤمن کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے مومن کے "حلفاء" کے ساتھ کسی قسم کا کوئی معاہدہ کرے۔

«وَأَنْ لَا يُحَالِفَ مُؤْمِنٌ مَوْلَى مُؤْمِنٍ دُوْنَهُ» (35).

کوئی مومن کسی دوسرے مومن (کی مرضی) کے بغیر اس کے حلیف (یا حامی) کو اپنا حلیف نہیں بنائے گا۔

یہ آرٹیکل دوسروں کے ساتھ طے کیے جانے والے معاہدات کا احترام کرنے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ باہمی ولایت کے روابط اور اس سے متعلق تمام حقوق کا تحفظ کیا جا سکے۔ (36)

اس آرٹیکل میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مؤمن کو دوسرے مؤمن کے ساتھ طے پانے والے معاہدے سے متعلق شخص کو نقصان پہنچانے سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ ایک مؤمن دوسرے مؤمن کی اجازت کے بغیر اس کے مخالفین سے کوئی معاہدہ کرے۔ یہ وفاداری (loyalty) کے تعلقات کو تحفظ دینے کے لیے تھا تاکہ ریاستِ مدینہ کے اس اوّلین دور میں کوئی دشمن مسلمانوں کی صفوں میں وحدت کی طاقت کو سبوتاژ کرنے کے لیے ریشہ دوانی نہ کر سکے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مؤمنین کو اس بات کے ساتھ خاص کر دیا یہاں تک کہ وہ ریاستِ مدینہ کے آئین کے دیگر حلیفوں کے لیے ایک مثال اور نمونہ بن گئے۔ (37)

ریاست کے ساتھ وفاداری کی اِس اصطلاح کا دستور مدینہ میں چار بار ذکر اس کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ اس کا ذکر آرٹیکل نمبر 19، 30، 39 اور 59 میں آیا ہے۔

یہ ریاست کے وجود کو قائم و مستحکم بناتا ہے اور اس میں موجود قبائل، چھوٹی ریاستوں اور دیگر سیاسی مراکز جو ریاست کے تابع ہوں، اُن کے مابین اختلافات اور تفرقہ پروری کی آگ کو بھڑکانے سے روکتا ہے۔ لہٰذا یہ بات واضح ہو گئی جب بھی کسی نے پہلے حلیف کی اجازت کے بغیر معاہدہ کیا، خواہ وہ معاہدہ مالی، اقتصادی، تجارتی یا امنِ عامہ سے متعلق ہو، وہ باطل تصور ہو گا۔

(35) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/262، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 468/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 33/3، والسهيلي، الروض الأنف، 241/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2/ 130، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1406/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

(36) إشارة إلى قوله تعالى: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾: (النساء، 33/4): ابن أبي حاتم: التفسير (937/3)، القرطبي: الجامع لأحكام القرآن (165/5).

(37) Arent Jan Wensink: Muhammad and the Jews of Medina (With an Excursus Muhammad's Constitution of Medina) By Julius Wellhausen, p. 53


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

دراصل یہ ریاست مدینہ کے تمام شرکاء کے لیے ایک انتباہ ہے کہ نظامِ ریاست میں کسی قسم کا خلل اور انتشار پیدا کرنے کی مذموم کوشش نہ کی جائے اور کسی بھی معاہدہ کو کسی بھی طریقے سے ختم نہ کیا جائے۔

## 7۔معاشرتی امن وسلامتی کے آئینی اُصول

آرٹیکل نمبر 16 میں فرمایا:

«وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى مَنْ بَغَى[38] مِنْهُمْ أَوِ ابْتَغَى دَسِيعَةَ[39] ظُلْمٍ أَوْ إِثْمٍ أَوْ عُدْوَانٍ أَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ. وَإِنَّ أَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيعًا وَلَوْ كَانَ وَلَدَ أَحَدِهِمْ»[40].

اور یہ کہ تمام تقویٰ شعار مومنین ہر اس شخص کے خلاف متحد ہوں گے جو سرکشی اختیار کرے، قانون شکنی کرے، ظلم، گناہ، تعدی یا بد عنوانی کا ارتکاب کرے یا پُرامن اَہلِ ایمان کو فتنہ وفساد میں مبتلا کرے۔ایسے شخص کی مخالفت میں ایمان والوں کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھیں گے اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے متقی مؤمنین کو تاکید فرمائی کہ وہ ظالم کا ہاتھ پکڑنے اور کسی بھی شخص کو جو فساد اور زیادتی کا جرم کرے، اسے روکنے میں باہم تعاون کریں، چاہے ظالم اُن کے درمیان کوئی بھی مقام رکھتا ہو یعنی ظالم چاہے کوئی بڑی شخصیت ہو۔[41] اس آرٹیکل سے درج ذیل اُصول اخذ ہوتے ہیں:

### (1)قانون شکنی کی سزا

آرٹیکل نمبر 16 اس بات پر زور دیتا ہے کہ اگر کوئی ریاست کے خلاف بغاوت کرے یا افراد معاشرہ پر ظلم کرے تو ایسے ظالم فرد یا گروہ کا ریاستی اور اجتماعی سطح پر کڑا محاسبہ کیا جائے گا، اگرچہ ظالم معاشرے میں کسی بھی مقام و مرتبہ کا حامل ہو، جو کوئی بھی معاشرے کے اتحاد کے خلاف کسی بھی طرح کا

(38)المصباح المنير في غريب الشرح الكبير (57/1): (بَغَى) على الناس (بَغْيًا) ظلم واعتدى فهو (بَاغٍ) والجمع (بُغَاةٌ) و(بَغَى) سعى بالفساد ومنه الفرقة الباغية لأنها عدلت عن القصد وأصله من (بَغَى) الجرح إذا ترامى إلى الفساد و(بَغَتِ) المرأة (تَبْغِي بِغَاءً) بالكسر والمد فجرت فهي (بَغِيٌّ) والجمع (بَغَايَا) وهو وصف مختصّ بالمرأة ولا يقال للرجل (بَغِيٌّ).

(39)النهاية في غريب الأثر (266/2): دَسِيعَة: (دسع) في حديث القيامة «ألم أجعلك تَرْبَع وتَدْسَع» تَدْسَع: أي تُعْطِي فتُجْزِل. والدَّسْعُ دَّفعٌ كأنه إذا أعطى دَسَع: أي دَفَع ومنه قولهم للجواد [هو ضَخْمُ الدَّسِيعة] أي واسعُ العَطِيّة ومنه حديث كتابه بين قريش والأنصار [وإن المؤمنين المتقين أيديهم على مَن بَغِي عليهم أو ابْتَغى دَسِيعةَ ظُلم] أي طلب دَفْعًا على سبيل الظُّلم فأضافه إليه وهي إضافة بمعنى من. ويجوز أن يُراد بالدَّسيعةِ العَطِية: أي ابْتَغَى منهم أن يدفعوا إليه عَطِيَّة على وجه ظُلمهم: أي كونهم مظلومين أو أضافها إلى ظُلمه لأنه سببُ دَفعهم لها.

(40)أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/262، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 468/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 33/3، والسهيلي، الروض الأنف، 241/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2/ 130، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1406/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

(41) Arent Jan Wensink: Muhammad and the Jews of Medina (With an Excursus Muhammad's Constitution of Medina) By Julius Wellhausen, pp. 53–54.


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

اقدام کرے گا اسے سزا دی جائے گی۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ أَنتُمۡ هَٰٓؤُلَآءِ تَقۡتُلُونَ أَنفُسَكُمۡ وَتُخۡرِجُونَ فَرِيقٗا مِّنكُم مِّن دِيَٰرِهِمۡ تَظَٰهَرُونَ عَلَيۡهِم بِٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِ وَإِن يَأۡتُوكُمۡ أُسَٰرَىٰ تُفَٰدُوهُمۡ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيۡكُمۡ إِخۡرَاجُهُمۡۚ أَفَتُؤۡمِنُونَ بِبَعۡضِ ٱلۡكِتَٰبِ وَتَكۡفُرُونَ بِبَعۡضٖ فَمَا جَزَآءُ مَن يَفۡعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمۡ...﴾(42)

پھر تم ہی وہ لوگ ہو کہ اپنوں کو قتل کر رہے ہو اور اپنے ہی ایک گروہ کو ان کے وطن سے باہر نکال رہے ہو اور (ستم بالائے ستم یہ کہ) ان کے خلاف گناہ اور زیادتی کے ساتھ (ان کے دشمنوں کی) مدد بھی کرتے ہو، اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آجائیں تو ان کا فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو (تاکہ وہ تمہارے احسان مند رہیں) حالاں کہ ان کا وطن سے نکالا جانا بھی تم پر حرام کر دیا گیا تھا، کیا تم کتاب کے بعض حصوں پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟ پس تم میں سے جو شخص ایسا کرے ...)

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ اس آرٹیکل کا انسانی زندگی اور حضور نبی اکرم ﷺ کی قائم کردہ ریاستِ مدینہ پر گہرا اثر ہے۔ انہوں نے اوس و خزرج کے مابین قتل و غارت گری اور ظلم و تعدی کے ساتھ اشارہ کیا جو دشمنی اور دوستی میں تقسیم تھے۔ اُن کا اور دیگر تمام کا یہ معاہدہ درحقیقت اللہ کے ساتھ تھا۔ اس سے قبل تورات میں بھی اُن سے قتل نہ کرنے اور ایک دوسرے کا خون بہانے سے رکنے کا عہد لیا جاچکا تھا۔ اُن پر ان کے قیدیوں کا فدیہ فرض کیا گیا۔ وہ دو فریق تھے: ایک بنو قینقاع تھا جو خزرج کے حلیف تھے، اور دوسرا فریق بنو نضیر اور بنو قریظہ تھے جو اوس کے حلیف تھے۔ جب اوس اور خزرج کی آپس میں جنگ ہوتی تو بنو قینقاع خزرج کے شانہ بشانہ اور بنو نضیر اور بنو قریظہ اوس کے شانہ بشانہ کھڑے ہوتے۔ ہر حلیف دشمن کے خلاف اپنے ساتھیوں کی مدد کرتا تھا۔ اس طرح سے دونوں طرف خون بہتا، حالانکہ تورات ان کے پاس موجود تھی اور وہ جانتے بھی تھے کہ اُس میں کیا درج ہے اور وہ اُس کے خلاف افعال کر رہے ہیں۔(43)

میری رائے میں یہ آیت دستورِ مدینہ کے آرٹیکل نمبر 16 سے گہری مشابہت کی بنا پر اُس کی بہترین تفسیر ہے، بالخصوص ظلم و زیادتی کے ذکر میں:

«وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ أَيْدِيَهُمْ عَلَى مَنْ بَغَى مِنْهُمْ أَوِ ابْتَغَى دسِيعَةَ ظُلْمٍ أَوْ إِثْمٍ أَوْ عُدْوَانٍ أَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّ أَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيعًا وَلَوْ كَانَ وَلَدَ أَحَدِهِمْ»(44).

(42) البقرة،85/2.

(43) الإمام الطبري: التفسير (307/2)، ابن كثير: التفسير (318/1)، السعدي: التفسير (58/1) (بتصرف).

(44) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/262، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 468/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 33/3، والسهيلي، الروض الأنف، 241/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2/ 130، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1406/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

اور یہ کہ تمام تقویٰ شعار مومنین ہر اس شخص کے خلاف متحد ہوں گے جو سرکشی اختیار کرے، قانون شکنی کرے، ظلم، گناہ، تعدی یا بدعنوانی کا ارتکاب کرے یا پُرامن اہلِ ایمان کو فتنہ وفساد میں مبتلا کرے۔ایسے شخص کی مخالفت میں ایمان والوں کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھیں گے اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک ایسا نظام وضع کیا جو معاشرے میں پیدا ہونے والے کسی بھی انتشار وافتراق، جملہ برائیوں اور معصیتوں کے انسدادِ کلی کا ضامن ہے اور ریاست کو کسی بھی اعتبار سے نقصان پہنچانے والے فعل مثلاً دہشت گردی، ظلم وزیادتی وغیرہ کے خاتمے کی حتمی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

## (2)عدالتی اُمور میں شفافیت اور مساوات

حضور نبی اکرم ﷺ نے آئینِ مدینہ میں معاشرے کے تمام افراد کے مابین عدالتی اُمور میں مساوات اور شفافیت کا اصول نافذ فرمایا۔آپ ﷺ نے فرمایا:

«وَإِنَّ أَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيعًا وَلَوْ كَانَ وَلَدَ أَحَدِهِمْ»(45).

ایسے شخص کی مخالفت میں ایمان والوں کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھیں گے اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

آج بھی دنیا کے جدید دساتیر میں عدالتی نظام میں شفافیت کا یہ حق دیا جاتا ہے۔آئینِ پاکستان میں بھی عوامِ پاکستان کو right to fair trial کے قانون کے تحت عدالتی کارروائی میں شفافیت کا یہ اختیار حاصل ہے۔

قرآنِ کریم نے اس اصول کو عدل کی اساس قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُونُواْ قَوَّٰمِينَ بِٱلۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلَّهِ وَلَوۡ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمۡ أَوِ ٱلۡوَٰلِدَيۡنِ وَٱلۡأَقۡرَبِينَ﴾(46)

اے ایمان والو! تم انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے (محض) اللہ کے لیے گواہی دینے والے ہو جاؤ خواہ (گواہی) خود تمہارے اپنے یا (تمہارے) والدین یا (تمہارے) رشتہ داروں کے ہی خلاف ہو۔

## (3)ظلم کے خاتمے کے لیے باہمی تعاون

آئینِ مدینہ کے اس آرٹیکل نمبر 16 میں ہر طرح کے ظلم وزیادتی کو روکنے کے لیے قبائل کے اتحاد پر زور دیا گیا ہے۔مؤمنین پر لازم کیا گیا کہ دیگر لوگوں کے علاوہ وہ ہر ایک کی مدد کریں؛اُن پر لازم تھا کہ وہ ہر ایک کا خون بہا ادا کریں،اور ہر اُس شخص کے خلاف متحد رہیں جو ان کی صف سے تجاوز کر

(45) أبوعبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/262، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 468/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 33/3، والسهيلي، الروض الأنف، 241/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2/ 130، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1406/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

(46) النساء، 135/4: السمعاني: تفسير السمعاني (488/1)، القرطبي: الجامع لأحكام القرآن (410/5)، ابن كثير: التفسير (433/2).

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

جائے(یعنی ظلم وزیادتی کرے)، صرف مقتول کے ورثاء رشتہ داری کی بناء پر اپنے حق کا مطالبہ کریں بلکہ تمام مؤمنین پر لازم تھا کہ وہ مقتول کے ورثاء کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں اور مقتول کا حق طلب کریں۔اگر جنگ شروع ہو جائے تو وہ تمام افراد کی جنگ تصور ہو گی اور امن کی حالت سب کے لیے امن و سلامتی کی ضمانت تصور ہو گی، گویا کہ جنگ ہو گی تو تمام افراد مل کر لڑیں گے اور امن و سلامتی کے ثمرات سے بھی تمام افراد مل کر متمتع ہوں گے۔کسی شخص کو انفرادی سطح پر کسی قسم کا معاہدۂ امن کرنے کا حق نہیں ہو گا بلکہ امن و سلامتی کا ہر معاہدہ اجتماعی سطح پر کیا جائے گا۔(47)

دراصل آئینِ مدینہ کا یہ آرٹیکل امن و سلامتی قائم کرنے میں بہت اہمیت کا حامل ہے جس کے تحت ریاست ہائے متحدہ مدینہ (Fedral State of Madina) میں وقوع پذیر ہونے والے کسی بھی قسم کے ظلم و زیادتی کی روک تھام کے لیے اجتماعی کوشش عمل میں لائی جائے گی۔اس آرٹیکل کے تحت وفاقِ مدینہ کے اتحاد میں شریک ہر شخص پر لازم تھا کہ وہ ریاست کے داخلی امن و سلامتی سے متعلق تمام شرائط کی پابندی کرے اور کسی بھی قسم کی ظلم وزیادتی اور فساد کی کوشش میں شریک نہ ہو۔لہٰذا اس آرٹیکل کے تحت یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ریاست ہائے متحدہ مدینہ کا کوئی بھی فریق کسی ظالم، مجرم یا باغی کی حمایت نہ کرے اگرچہ وہ اُن میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔(48) اسی لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے اُن کے لیے ظالم و مظلوم کی مدد کے بارے میں واضح بیان ارشاد فرمایا، جیسا کہ حضرت انس I سے مروی روایت میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«أنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا»، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ، هَذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُوْمًا، فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: «تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ»(49).

اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کرو، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہم مظلوم کی مدد تو کریں، لیکن ظالم کی مدد کیسے کریں، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس کا ہاتھ پکڑ لو(یعنی اسے ظلم کرنے سے روک دو)۔

## (4)دشمنوں کی مددنہ کرنا

آرٹیکل نمبر 17 میں ہے:

«وَلَا يَقْتُلُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا فِي كَافِرٍ، وَلَا يَنْصُرُ كَافِرًا عَلَى مُؤْمِنٍ»(50).

(47)الدکتور/أحمد إبراهيم الشريف: مكة والمدينة في الجاهلية وعهد الرسول، دار الفكر العربي-القاهرة. طبعة 2003م. (ص/330) ومابعدها.

(48)الدکتور/أحمد إبراهيم الشريف: مكة والمدينة في الجاهلية وعهد الرسول، (ص/330-332).

(49)البخاري: الصحيح (863/2)، ابن حبان: الصحيح (571/11)، الترمذي: السنن (523/4).

(50)أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/262، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 468/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 33/3، والسهيلي، الروض الأنف، 241/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2/ 130، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1406/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

OPEN ACCESS



CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو (نظامِ عدل کو اپنائے بغیر) کسی کافر کے بدلے خود قتل نہیں کرے گا اور نہ کسی مومن کے خلاف کسی کافر کی (قانونی ضابطے سے متضاد) مدد کرے گا۔

قرآنِ مجید نے کسی بھی جان کے بے جا قتل کو فساد قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي ٱلْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ ٱلنَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحْيَا ٱلنَّاسَ جَمِيعًا﴾(51)

جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد انگیزی (کی سزا) کے بغیر (ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا (یعنی اس نے حیاتِ انسانی کا اجتماعی نظام بچا لیا)۔

یہ آیہ کریمہ انسانی زندگی کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ اسلام نے کسی بھی جان کے قتل کو تمام انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں زندگی کے حق (right to life) کی حمایت پر زور دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا»(52).

تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جیسے تمہارے اس دن کی اس شہر میں، اس مہینے کی حُرمت ہے۔

اسلام نے قتل کو سنگین جرم قرار دیا ہے کیونکہ اس سے انسانی معاشرے میں فساد، بغاوت، بغض اور نفرت عام ہو جاتی ہے۔ کثیر آیات میں قتل کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

اسلام فقط زندگی کا حق نہیں دیتا بلکہ جان کے دفاع کا حق بھی عطا کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنِ ٱعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَٱعْتَدُواْ عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا ٱعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ﴾(53)

پس اگر تم پر کوئی زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو مگر اسی قدر جتنی اس نے تم پر کی۔

انسانی جان کے تحفظ کا یہ آرٹیکل اس امر کا متقاضی ہے کہ یہ انفرادی واجتماعی دونوں اعتبار سے اس کا مکمل نفاذ ہو اور ریاست کے شہریوں پر بھی لازم کیا

(51)سورۃ المائدۃ:32: الطبري: التفسير (232/10)، السمعاني: تفسير السمعاني (32/2)، العز بن عبد السلام: التفسير (254/1).

(52)البخاري: الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، (619/2)، رقم (1652)، ومسلم: الصحيح، كتاب القسامة والمحاربين، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال (1306/3)، رقم (1679)، وابن حبان: الصحيح (158/9)، رقم (3848)، وابن هشام: السيرة النبوية (250/4).

(53)البقرة، 194/2: الطبري: التفسير (580/3): قال مجاهد: ‹‹فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم يعني: فقاتلوهم فيه كما قاتلوكم.

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

گیا کہ وہ حقوقِ انسانی کے تمام قوانین کے نفاذ میں آنے والی کسی بھی رکاوٹ کو ختم کرنے کے لیے ریاست کے دست و بازو بنیں۔ یہ امر سچ ہے کہ کسی بھی ریاست میں انسانی جان کے تحفظ کے قوانین کے نفاذ کی بڑی قیمت شہری ہی ادا کرتے ہیں یعنی وہ اس قانون کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

یہ آرٹیکل اجتماعی دفاع اور امن کے نفاذ کی اہمیت کو واضح کرتا ہے اور ریاست ہائے متحدہ مدینہ میں امن و سلامتی کے ساتھ رہنے والے کسی مؤمن کو یا کسی غیر مسلم حلیف شہری کو ریاستِ مدینہ کے خلاف کسی جارحیت پسند دشمن کے مقابل قتل کرنے سے منع کرتا ہے۔ نہ ہی اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ ریاست میں کسی مومن گروہ یا شہری کے مقابلے میں کسی کی مدد کرے۔

جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کا آئینی عہدہ، آپ ﷺ کو دستورِ مدینہ وضع کرنے والا اور مدینہ کی وفاقی ریاست کا سربراہ مانتے ہوئے آپ ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کیا، وہ مومن، حلیف، تابع، معاہد ہو یا ریاستِ مدینہ کا دفاع کرنے والا مجاہد ہے، اُس پر تمام احکامات جو امن اور ضمانت کے قوانین اور حقوق و واجبات سے متعلقہ ہیں، نافذ ہوں گے۔ ریاست ہائے متحدہ مدینہ کے تمام شہریوں کو اسی طرح آزادی اور مساوات کا حق حاصل ہوگا جیسے مومن یا مسلمان کو حاصل ہوگا کیونکہ اب وہ سب مدنی وفاقی ریاست کے شہری ہیں۔ آئینِ مدینہ کے آرٹیکلز 2، 3، 15، 16، 18، 19، 20، 22، 23، 27، 28، 29، 30 میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَلْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ. يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ، وَمُتَسَرِّيهِمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ»(54).

مسلمانوں کے خون برابر ہیں،ان کا ادنی آدمی بھی ذمہ لے سکتا ہے اور دوسروں کے لیے اُس کا نبھانا ضروری ہوگا اور دور رہنے والا مسلمان بھی پناہ دے سکتا ہے اور دوسروں کے لیے اس کا پورا کرنا ضروری ہے، لازم ہے کہ طاقت ور کمزور کی مدد کرے اور آسودہ حال اس کی جو تھک کر بیٹھ رہے۔ کسی کافر کے بدلے مومن کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ذمی کو دورانِ عہد قتل کیا جائے گا۔

## 8۔ قیامِ امن کی اوّلیت و فوقیت

آرٹیکل نمبر 41 میں ہے:

«وَإِنَّهُ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِ مُحَمَّدٍ ﷺ»(55).

(54) الحاکم: المستدرک علی الصحیحین (153/2)، أبوداود: السنن (80/3)، ابن ماجہ: السنن (895/2)، البیھقي: السنن الکبری (29/8).

(55) ابن ھشام، السیرة النبویة، 34/3، والسھیلي، الروض الأنف، 242/4، وابن سید الناس، عیون الأثر، 228/1، وابن کثیر، البدایة والنھایة، 225/3، والصالحي، سبل الھدی والرشاد، 556/3.


CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

اور یہ کہ ان (شرکاے معاہدہ) میں سے کوئی بھی محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر (جنگی کارروائی کے لیے) نہیں نکلے گا۔

ریاست کے کسی بھی شہری کو بہ حیثیت فردِ واحد یا گروہ کے اجازت نہیں کہ وہ کسی بھی قسم کی فوجی کاروائی کے لیے نکلے یا حضور نبی اکرم ﷺ کے اعلان کے بغیر کسی ایسے عمل کے لیے خروج کرے جس کا تعلق ریاست کے دشمنوں کے ساتھ ہو۔ یہ آرٹیکل ریاستِ مدینہ کے تحفظ کا اصول مدون کرتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی اجازت کے بغیر مدینہ منورہ سے جنگ کے لیے نکلنے سے منع کیا۔اس کا مقصد یہود اور منافقین کی پس پردہ سلسلہ جنبانیوں کا دائرہ تنگ کرنا تھا کہ وہ قریش سے کسی بھی عنوان اور حیلے بہانے سے رابطہ نہ کر سکیں۔ لہٰذا دستورِ مدینہ کے تحت ریاستِ مدینہ میں رہائش پذیر مسلمانوں میں سے کسی فرد واحد یا قبائل میں سے کسی قبیلے کو اجازت نہ تھی کہ وہ اعلانِ جنگ کرے یا جنگ کے لیے خروج کرے سوائے اِس کے کہ حضور نبی اکرم ﷺ خود اجازت مرحمت فرمادیں۔

میری رائے میں یہاں خروج سے مراد وہ خروج ہے جس میں کسی شہر،اس کی تنصیبات،املاک کو تباہ کرنے اور شہریوں کو ہلاک کرنے کا ہدف ہو، جیسے خوارج نے کیا،اسی لیے سیدنا علی المرتضیٰ I نے انہیں قتل کر دیا۔اس آرٹیکل میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ریاست کے امن کو خراب کرنے والے کے لیے آخری حد قائم کر دی۔ یہ حد اُس سرخ لائن کی مانند ہے جس کے قریب بھی کوئی نہیں جاسکتا حتی کہ یہودی قبائل کے لیے بھی لازم ہو گیا کہ وہ کسی بھی نیت سے خروج کرنے سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کریں کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ مسلح افواج کے سربراہ (chief of army staff/commander in chief of armed forces) ہیں۔(56)

یہ آرٹیکل آپ ﷺ کو ریاست ہائے متحدہ مدینہ کی تمام مسلح افواج کا سربراہِ اعلی مقرر کرتا ہے۔ جہاں آپ ﷺ نے بطور سپہ سالارِ افواجِ مدینہ کے یہ ذمہ داری اٹھائی۔(57)

(56) Michael Lecker: The “Constitution of Medina” (Muhammad’s First Legal Document), pp. 156–157.
(57) W. Montgomery Watt, Muhammad at Medina, pp. 222–224.


OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

## 9۔پڑوسی کے حقوق کی حفاظت اور پڑوسی ممالک کے ساتھ رابطہ کا آئینی اُصول

آرٹیکل نمبر 50 میں ہے:

«وَإِنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرُ مُضَارٍّ وَلَا آثِمٍ»(58).

کسی بھی پناہ گزین کے وہی حقوق ہوں گے جو (آئینی طور پر) اصل پناہ دہندہ کے ہیں، جب تک کہ وہ کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے اور نہ ہی کسی عہد شکنی یا دستوری خلاف ورزی کا مرتکب ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ریاستِ مدینہ کے پڑوسیوں کے حقوق کا تحفظ فرمایا اور اس آرٹیکل کے ذریعے ریاستِ مدینہ کی حدود کے قرب وجوار میں رہنے والوں کو تحفظ فراہم کیا۔ درحقیقت حضور نبی اکرم ﷺ نے اس آرٹیکل کے ذریعے مدینہ کے قرب وجوار کے لوگوں کو اہلِ مدینہ کی طرح یا اُن کے بھائیوں کے مانند قرار دیا اور اس امر کو یقینی بنایا کہ انہیں کسی قسم کا کوئی نقصان اور ضرر لاحق نہ ہوگا اور اُن کے پاس مدینہ کے قریب رہنے کا مکمل حق حاصل ہے۔

اس آرٹیکل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جار کو امن کا حق اُسی طرح حاصل ہے جیسے عصرِ جدید کے دساتیر وقوانین میں سیاسی پناہ حاصل کرنے والے کو دیا جاتا ہے۔

جب ہم اس آرٹیکل کو دیگر آرٹیکلز جیسے آرٹیکل نمبر 37 (وَإِنَّ جَفْنَةَ بَطْنٌ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ) ، آرٹیکل نمبر 39 (وَإِنَّ مَوَالِيَ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ) اور آرٹیکل نمبر 40 (وَإِنَّ بِطَانَةَ يَهُودَ كَأَنْفُسِهِمْ) کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں تو النفس پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تمام قبائل کے ساتھ براہِ راست معاملات وتعلقات ہوں گے۔ تمام چھوٹے بڑے قبائل جار اور الجار کالنفس کے الفاظ کے ساتھ ایک ہوگئے۔ تمام قبائل کو امن وسلامتی کا بنیادی حق حاصل تھا۔(59)

یہ آرٹیکل بھی ظلم وگناہ نہ کرنے کی شرط کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ دستورِ مدینہ کے آرٹیکلز نمبر: 30، 36، 61، 62۔ میں یہ الفاظ آئے ہیں: الأمن، ظلم، إثم یا غیر مضار ولآثم۔ بسا اوقات یہ الفاظ مترادفات کے طور پر استعمال ہوتے ہیں: جیسے کبھی الإثم کا کلمہ ایسے استعمال ہوتا

(58) ابن هشام، السيرة النبوية، 3/34، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2/ 132، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 3/1407، والسهيلي، الروض الأنف، 4/243، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 1/228، وابن كثير، البداية والنهاية، 3/225، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 3/556.

(59) Michael Lecker: The “Constitution of Medina” (Muhammad’s First Legal Document), pp. 166–168.


OPEN ACCESS

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
November 12, 2025

ہے جیسے الضرر اور کبھی الظلم کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔

میری رائے میں یہ آرٹیکل لوگوں کے مابین تعلقات اور معاملات کے لیے بہترین اصول متعین کرتا ہے جو اس لَا ضَرَرٌ وَلَا ضَرَارٌ (نہ نقصان اٹھایا جائے گا اور نہ نقصان دیا جائے گا) کے حکم پر بنیاد رکھتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ، مَنْ ضَارَّ ضَرَّهُ اللهُ، وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللهُ عَلَيْهِ»(60).

نہ نقصان اٹھایا جائے گا اور نہ کسی کو ابتداً نقصان دیا جائے گا، جس نے کسی کو نقصان دیا اللہ تعالیٰ اسے نقصان دے گا اور جو کسی پر بوجھ بنائے گا اللہ تعالیٰ اس پر بوجھ بنائے گا۔

امام قرطبیؒ نے بھی اپنی تفسیر میں غَيْرَ مُضَارٍ کا قول (غَرْزُ مدخل الضرر) دوسروں کو نقصان نہ پہنچانے کے معنی میں استعمال کیا ہے(61)۔ لہٰذا جس نے دستورِ مدینہ کو تسلیم کیا اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچائے۔ اس اصول نے معاشرے کو امن و سلامتی کے اعتبار سے ایک مثالی اور لائق رشک جنت نظیر معاشرہ بنا دیا۔ جو شخص ان قواعد کی مخالفت کرے گا وہ حاکم کی طرف سے سزا کا مستحق ہوگا۔

یہ آرٹیکل ریاست ہائے متحدہ مدینہ میں رہنے والے تمام شہریوں اور ان کے ہمسایوں کو زندگی کا حق اور تحفظ فراہم کرتا ہے۔ کسی کو کسی کی رنگت یا نسل کی وجہ سے کسی حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ یہ حقوق ان تمام افراد کو حاصل ہوں گے جو نہ تو قانون توڑیں اور نہ ہی آئین کی مخالفت کے مرتکب ہوں۔ دستورِ مدینہ تمام افراد کو کسی قسم کے نقصان اور لڑائی جھگڑے کے خطرے سے محفوظ رکھے گا جب تک وہ داخلی امن کو قائم رکھنے کے لیے ریاست کی طرف سے جاری کردہ احکامات اور عائد کردہ پابندیوں پر کاربند رہیں گے۔

## 10۔ حاصل بحث

حضور نبی اکرم ﷺ کے جھنڈے تلے جزیرۂ عرب کی وحدت دراصل منزل مقصود تک رسائی کے لیے کی جانے والی جملہ مساعی اور کاوشوں کے لیے قوتِ متحرکہ ہے۔ ان کاوشوں اور مساعی کا پہلا نتیجہ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ آئین کے نفاذ کے سلسلہ میں اپنے مقاصد کی تکمیل میں کامیاب ہوئے۔ یہ وہ آئینی دستاویز ہے جسے مورخین نے بعد کی صدیوں میں ایک بہترین شکل میں پیش کیا۔ یہ دستاویز یثربی معاشرے کے لیے ایک

(60) البیهقي: السنن الکبری (69/6)، مالک: الموطأ (1429)، بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربي، 1406ھ/1985ء.
(61) القرطبی: الجامع لأحکام القرآن (80/5).

OPEN ACCESS

قابل عمل درآمد مکمل آئین کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ دستاویز بعد از ہجرت قبائل کے مابین باہمی تعلقات کو اُستوار کرنے کے لیے ضبطِ تحریر میں لائی گئی۔ اس کا مقصد دو گروہوں؛ مہاجرینِ مکہ اور انصارِ مدینہ کو ایک پرچم تلے متحد و مجتمع کرنا تھا تاکہ ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جا سکے جس کی بنیاد خونی رشتوں کے بجائے دین پر ہو۔ اس کا مفید و مثبت اور ثمر آفریں نتیجہ یہ نکلا کہ مؤمنین کی جماعت اللہ تعالی کی حفاظت واقتدار کے ناقابل تسخیر حصار اور حضور نبی اکرم ﷺ کی قیادت کے سائباں تلے متحد و مربوط ہو گئی۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے تمام انسانوں کے لیے یہ تاکید فرمائی کہ مدینہ اپنی اندرونی و بیرونی حدود کے اعتبار سے پُر امن مقام ہے، تمام لوگ اُس میں اپنے مال، جان، اولاد اور اہل و عیال سمیت مطمئن اور محفوظ ہیں۔ جیسے حضرت ابراہیم ؑ نے مکہ کو حرم اور پُرامن قرار دیا تھا، اسی طرح میں نے مدینہ منورہ کو اُس کے شہریوں کے لیے پرامن قرار دیا ہے۔ اس کی تائید اس حدیث مبارک سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَكَّةُ حَرَمُ إِبْرَاهِيمَ وَالْمَدِيْنَةُ حَرَمِيْ»(62)

مکہ ابراہیم ؑ کا حرم ہے اور مدینہ میرا (ﷺ) حرم ہے۔

اس دستور کے ذریعے معاشرتی امن کو محض وقتی صلح یا سیاسی سمجھوتے کی بجائے ایک آئینی و قانونی بنیاد فراہم کی گئی۔ شہریوں کے مساوی حقوق، اجتماعی کفالت، خون کی حرمت، معاہدات کے احترام، اور عدالتی شفافیت جیسے اصول اس بات کا ثبوت ہیں کہ امن کو اتفاقی یا عارضی حالت کے بجائے ایک پائیدار اصول کے طور پر رائج کیا گیا۔ مزید یہ کہ دستور نے ظلم و زیادتی کے انسداد اور قانون شکنی کی سزا کو اجتماعی ذمے داری کے طور پر نافذ کیا تاکہ ہر فرد امن کے قیام میں شریک ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے دستورِ مدینہ کی اِس آئینی دستاویز کی صورت میں موجود اُصول و ضوابط اربابِ عالم اور آنے والے زمانوں کے لیے بطور سنگ میل متعارف کرائے۔ یہ آئینی دستور اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنے مقاصدِ جلیلہ کے حصول میں کامیاب و کامران ہوئے اور آپ ﷺ نے ایک ایسی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی جو اُخوت، بھائی چارے، مختلف ادیان کی حفاظت اور مذہبی آزادی کی ضامن تھی۔ اس ریاست میں معاشرتی وحدت کا عملی نمونہ پیش کیا گیا اور اس اعتبار سے حضور نبی اکرم ﷺ کائناتِ ہست و بود کی وہ پہلی ہستی تھے جنھوں نے ایوانِ تاریخ میں جمہوری دستور کی اعتباریت کی ابدی و سرمدی قندیلوں کو اذنِ

(62)الخلیل بن أحمد: العین (221/3).


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 4 (October-December 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: November 12, 2025

ضوفشانی دیا۔ یہ دستورِاُن تمام جدید دستوری اُصولوں کا احاطہ کیے ہوئے تھا، جن سے آنے والی نسلوں نے اکتساب کیا۔ اس پس منظر میں یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ ان پر آج عظیم مملکتیں قائم ہیں۔

## مصادر و مراجع


1 - ابن أبي حاتم الرازي: أبو محمد عبد الرحمن (240هـ-327هـ/854ء-938ء). تفسير القرآن العظيم، دار النشر: المكتبة المصرية، صيداء.

2 - ابن الأثير: أبو السعادات مبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد شيباني جزري (544هـ-606هـ/1149ء-1210ء). النهاية في غريب الحديث والاثر. بيروت، لبنان: المكتبة العلمية، 1399هـ/1979ء.

3 - ابن الأثير: منال الطالب في شرح طوال الغرائب، حديث كتاب قريش والأنصار.

4 - ابن القيم الجوزية: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب الزرعي (691هـ-751هـ). أحكام أهل الذمة. رمادى للنشر - دار ابن حزم - الدمام - بيروت - 1418هـ/1997ء، الطبعة: الأولى.

5 - ابن حبان: أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد بن حبان التميمي البستي (270هـ-354هـ/884ء-965ء). الصحيح. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، 1414هـ/1993ء.

6 - أبو عبيد القاسم بن سلام. غريب الحديث. دار الكتاب العربي - بيروت - 1396هـ، الطبعة: الأولى.

7 - ابن سيد الناس: أبو الفتح محمد بن محمد بن أحمد ابن سيد الناس اليعمري الربعي (734هـ). عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير. بيروت، لبنان: دار القلم، 1414هـ/1993م.

8 - ابن كثير: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير بن ضوء بن كثير بن زرع بصروي (701هـ-774هـ/1301ء-1373ء). البداية والنهاية. بيروت، لبنان: دار الفكر، 1419هـ/1998ء.

9 - ابن كثير: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير بن ضوء بن كثير بن زرع بصروي. تفسير القرآن العظيم. بيروت، لبنان: دار المعرفة، 1400هـ/1980ء.

10 - ابن ماجه: أبو عبد الله محمد بن يزيد قزويني (209هـ-275هـ/824ء-887ء). السنن. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1419هـ/1998ء.

11 - ابن منظور: أبو الفضل جمال الدين محمد بن مكرم بن علي بن أحمد بن أبي قاسم بن حبقه الأفريقي المصري (630هـ-711هـ/1232ء-1311ء). لسان العرب، 2003ء. القاهرة، دار الحديث.

12 - ابن هشام، أبو محمد عبد الملك الحميري (213هـ/828ء). السيرة النبوية. بيروت، لبنان: دار الجيل، 1411هـ.

13 - أبو داود: سليمان بن أشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد الأزدي السجستاني (202هـ-275هـ/817ء-889ء). السنن. بيروت، لبنان: دار الفكر، 1414هـ/1994ء.

14 - أبو عبيد القاسم بن سلّام (154هـ-224هـ). كتاب الأموال. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤٠٨هـ/1988م.

15 - أحمد بن حنبل: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (164هـ-241هـ/780ء-855ء)، المسند. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، 1420هـ/1999م.

16 - الطبري: أبو جعفر محمد بن جرير بن يزيد. جامع البيان في تفسير القرآن. بيروت، لبنان: دار المعرفة، 1400هـ/1980ء.

17 - البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن مغيرة (194هـ-256هـ/810ء-870ء). الصحيح. بيروت، لبنان: دار ابن كثير، اليمامة، 1407هـ/1987ء.

18 - البيهقي: أبو بكر أحمد بن حسين بن علي بن عبد الله بن موسى (384هـ-458هـ/994ء-1066ء). السنن الكبرى. مكة المكرمة، المملكة العربية السعودية: مكتبه دار الباز، 1414هـ/1994ء.

19 - التِّرمذِي: أبو عيسيٰ محمد بن عيسيٰ بن سورة بن موسيٰ بن الضحاك السلمي (210هـ-279هـ/825ء-892ء). السنن.



OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published: November 12, 2025

بيروت، لبنان: دار الغرب الاسلامي، 1998ء.

20 - الحاكم: أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد النيسابوري (321هـ-405هـ/933ء-1014ء). المستدرك علي الصحيحين. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1411هـ/1990ء.

21 - حميد بن زنجويه: حميد بن مخلد بن قتيبة الأزدي الخراساني (٢٥١هـ). كتاب الأموال. الرياض، المملكة العربية السعودية: مركز الملك فيصل للبحوث والدراسات الإسلامية، 1406هـ/1986ء.

22 - الفراهيدي: الخليل بن أحمد. كتاب العين. دار ومكتبة الهلال.

23 - الدارمي: أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن (181هـ-255هـ/797ء-869ء). السنن. بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي، 1407هـ.

24 - أحمد الشريف: الدكتور/إبراهيم. مكة والمدينة في الجاهلية وعهد الرسول ﷺ. ط دار الفكر العربي سنة 2003ء.

25 - الزمخشري: الفائق في غريب الحديث والأثر. دار المعرفة، لبنان.

26 - السعدي: عبد الرحمن بن ناصر. تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان. مؤسسة الرسالة - بيروت - 1421هـ/2000ء.

27 - السمعاني: منصور بن محمد بن عبد الجبار السمعاني أبو المظفر (426هـ-489هـ). التفسير. رياض، سعودي عرب: دار الوطن، 1418هـ/1997ء.

28 - السهيلي: أبو قاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد أبي حسن الخثعمي (508هـ-581هـ). الروض الأنف في تفسير السيرة النبوية لابن هشام. دار الفكر، الطبعة 2008ء.

29 - الصالحي: أبو عبد الله محمد بن يوسف بن علي بن يوسف الشامي (م942هـ/1536ء). سبل الهدى والرشاد. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1414هـ/1993ء.

30 - الجوهري: اسماعيل بن حماد الجوهري (م 393هـ). الصحاح في اللغة والعلوم. بيروت، لبنان: دار الحضارة العربية.

31 - عز بن عبد السلام: عز الدين عبد العزيز بن عبد السلام السلمي الدمشقي الشافعي. تفسير القرآن/اختصار النكت للماوردي. دار النشر: دار ابن حزم - بيروت - 1416هـ/1996م، الطبعة: الأولى.

32 - القرطبي: أبو عبد الله محمد بن أحمد بن محمد بن يحيى بن مفرج أُموي (284هـ-380هـ/897ء-990ء). الجامع لأحكام القرآن. بيروت، لبنان: دار احياء التراث العربي.

33 - مالك: ابن انس بن مالك بن أبي عامر بن عمرو بن حارث اصبحي (93هـ-179هـ/712ء-795ء) الموطأ. بيروت، لبنان: دار احياء التراث العربي، 1406هـ/1985ء.

34 - مسلم: أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد القشيري النيشابوري (206هـ-261هـ/821ء-875ء). الصحيح. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.

35 - إبراهيم مصطفى: المعجم الوسيط. بيروت، لبنان، داراحياء التراث العربي 1956ء.

36 - النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي بن سنان بن بحر بن دينار الخراساني (215هـ-303هـ/830ء-915ء). السنن الكبرى. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1411هـ/1991م.

37 - Julius Wellhausen, Arent Jan Wensink, Muhammad and the Jews of Medina (With an Excursus Muhammad's Constitution of Medina), 2nd Edition, 1982.

38 - Barakat Ahmad, Muhammad and the Jews (A Re- Examination), Vikas Publishing House, Pvt. Ltd., New Delhi, 1975.

39 - Hobbes, Locke, Rousseau and Kant: David Boucher, Paul Kelly:The Social Contract from Hobbes to Rawls: Routledge: London: 1994.

40 - J.Obermann: "Early Islam", The Idea of History in the Ancient Near East, ed. R.C. Denton (New Haven: Yale University Press, 1966).

41 - Michael Lecker, The Constitution of Medina (Muhammad's First Legal Document).

42 - R.B.Serjeant, The Sunnah Jami'ah, Pact with the Yathrib Jews,

43 - The Arabs in History (London, 1950)

44 - W. Montgomery Watt: Muhammad at Medina.